مدینۃ المسیح

۱۰ اگست چھ بجے شام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تشریف فرمائے دارالامان ہوئے۔ مرکزی احباب اپنے مقدس آقا کی پیشوائی کے لئے قصبہ سے باہر حضرت نواب صاحب کی کوٹھی کے قریب کثیر تعداد میں حاضر ہوئے۔ حضور وہاں پہنچکر موٹر سے نیچے اتر آئے۔ اور جملہ خدام سے جو وہاں حاضر تھے۔ بکمال خندہ پیشانی مصافحہ فرمایا۔

حضور کی صحت نسبتاً اچھی معلوم ہوتی ہے۔ گو فرق نمایاں نہیں ؎

درس میں شامل ہونے کے لئے بہت سے احباب باہر سے تشریف لے آئے ہیں ؎

ریزرو فنڈ

جن دوستوں نے ریزرو فنڈ کی مضبوطی کے لئے روپیہ فراہم کرنے کے وعدے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریک پر کئے ہوئے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ جلد از جلد اپنے وعدوں کا ادا کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ تا مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا کام اعلیٰ پیمانہ پر شروع کر کے انہیں طرح طرح کے مصائب و آلام سے نجات دلائی جا سکے ؎

جن دوستوں نے ابھی تک اس تحریک میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ انہیں بھی لازم ہے۔ کہ جس قدر بھی ممکن ہو سکے اس فنڈ کے لئے روپیہ فراہم کر کے ارسال کریں۔ اور خدا تعالےٰ سے اجر عظیم حاصل کریں ؎

تک پہونچنے کے رستہ میں دربان مقرر کئے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ ان سے ٹکٹ حاصل کرو۔ تو آگے جا سکتے ہو۔ مگر اسلام یہ کہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تک پہونچنے کا ہر ایک کے لئے دروازہ کھلا ہے۔ اور رسول کا کام یہ ہے۔ کہ بھولے بھٹکوں کو پکڑ پکڑ کر اس دروازہ کی طرف لائے۔ یہ ہے نبوت کے متعلق اسلامی تعلیم۔ اور یہ ہے اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق۔

تو باوجود اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں اور میری جماعت

بصیرت پر قائم

ہے۔ اس زمانہ کے علماء مسلمانوں کو پرانے لوگوں کے افکار وحوادث کا۔ ان کے خیالات کا اور ان کی روایات کا غلام بنائے رکھنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ پھر مسلمانوں کی روایات کا ہی نہیں

یہودیوں اور عیسائیوں کی روایات

کا بھی غلام بنا رکھا ہے۔ خدا کے نبیوں اور فرشتوں کے متعلق یہودیوں اور عیسائیوں کی روایات کی بنا پر ایسی باتیں تفسیروں میں لکھی ہیں۔ جن کو کوئی شریف انسان پڑھ بھی نہیں سکتا۔ مگر ان کے متعلق کہتے ہیں۔ مسلمانوں کو ماننی چاہئیں۔ کیونکہ تفسیروں میں لکھی ہیں۔ فرشتے جن کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

یفعلون ما یؤمرون۔ جو کچھ انہیں کہا جائے۔ وہی کرتے ہیں۔ اس کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ ان کی نسبت لکھا ہے۔ کہ آسمان سے آدمی بن کر اترے تھے۔ اور ایک کنچنی پر عاشق ہو گئے تھے۔ اب بابل میں لٹکے ہوئے ہیں یہودیوں کی کئی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ فرشتے بھی گناہ کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں میں تو یہ جائز نہیں۔ اسی طرح عیسائی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ کے سوا

کوئی انسان پاک نہیں

اس وجہ سے انہوں نے ایسی روایتیں گھڑ لیں۔ جن میں سب انبیاء کو گنہگار ٹھہرایا گیا۔ ان کو مسلمانوں نے لے کر کہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر الزام لگا دیا۔ کہیں اور انبیاء پر۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک پر الزام لگانے سے بھی باز نہ آئے۔ خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہ

دوسرا گر

بتایا تھا۔ مگر اس کی طرف بھی انہوں نے توجہ نہ کی۔ بہت کم مسلمان ہونگے۔ جو قرآن کریم پر غور اور تدبر کرتے ہوں گے۔ اگر مسلمان قرآن کریم پر تدبر کریں۔ تو انہیں ایسی باتیں معلوم ہو جائیں۔ کہ جن کے ذریعہ وہ ترقی کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پرانی اور غلط اور بے ہودہ روایات کے ماتحت غور نہ کریں۔ جس طرح عمدہ کھانے میں تھوڑی سی خراب چیز مل جانے سے سارا کھانا خراب ہو جاتا ہے جس طرح بہت سے دودھ کو پیشاب کا ایک قطرہ خراب کر دیتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کے کلام کے ساتھ بے ہودہ انسانی کلام ملانے سے حقیقت چھپ جاتی ہے۔

ان دو باتوں کی طرف جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ اگر مسلمان توجہ کریں۔ تو ترقی کر سکتے ہیں ہم اپنے رستہ میں دیکھتے ہیں۔ قرآن کبھی روک نہیں بنا۔ جو چیز روک بنتی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ فلاں نے یہ لکھا ہے۔ اور فلاں نے یہ۔ ہمارا خیال ہے۔ اور خیال ہی نہیں۔ اپنا تجربہ ہے۔ کہ اگر مسلمان قرآن کریم پر غور کریں۔ تو یقیناً اس نقطہ پر آ سکتے ہیں۔ جہاں

خدا مل جاتا ہے

خدا تعالےٰ ہمیں قرآن کریم سمجھنے کی توفیق دے۔ اور ادعوا الی اللہ میں جو مقصد بتایا گیا ہے۔ اور جو خدا تعالےٰ سے محبت کرنا اور اس کی طرف لوگوں کو بلانا ہے۔ اسے پورا کریں۔ ہم قرآن کو اندھا دھند نہ مانیں تاکہ ہمارے اعمال بھی اسی طرح ورثہ کے نہ ہوں۔ جیسے عیسائیوں اور یہودیوں کے ہیں ؎

امرتسر میں دھرم بھکشو صاحب کی امن سوز تقریریں!

۲۶ جولائی کو ایک پوسٹر کے ذریعہ آریہ سماج کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا۔ کہ آج رات دھرم بھکشو کا آریہ سماج مندر میں "صداقت مذہب" پر لیکچر ہوگا۔ لوگ آکر سنیں اور لابھ اٹھائیں میں بھی چند ایک دوستوں کے ہمراہ ان کی تقریر سننے گیا۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ وید کی صداقت کے دلائل و براہین بیان کئے جائیں گے۔ مگر دھرم بھکشو صاحب ایسے دلائل کہاں سے بہم پہنچاتے۔ آخر وقت گذارنے کیلئے اپنی عادت مستمرہ کے ماتحت قرآن مجید پر بے بنیاد اعتراضات کرنے لگ گئے۔ تقریر میں بولنے کی اجازت نہ تھی۔ اس لئے اختتام پر ہم نے کہا کہ اسلام پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں۔ ہم ان کا جواب دینا چاہتے ہیں ہمیں بھی چند منٹ دئے جائیں۔ مگر ایک صاحب نے اٹھ کر کہا کہ وقت نہیں مل سکتا۔ اگر مباحثہ کرنا ہو تو شرائط طے کرو۔ اور کسی جماعت کے نمائندہ کی طرف سے بات ہونی چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی "بولو دیانند کی جے" کے نعروں میں جلسہ کو ختم کر دیا۔ ہم حیران کھڑے دیکھتے رہے اور آریوں کی اس مذبوحی حرکت پر انگشت بدنداں تھے جس سے ان کا مقصد یہ تھا۔ کہ کہیں اس بھولی بھالی آریہ پبلک پر دھرم بھکشو صاحب کی قابلیت اور دعوئی ہمہ دانی کا راز فاش نہ ہو جائے۔ ۲۹ر جولائی کی رات کو پھر پنڈت رامچندر صاحب دہلوی کی تقریر کا اعلان کیا گیا۔ ہم آریہ سماج مندر میں وقت مقررہ پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ پلیٹ فارم پر وہی دھرم بھکشو قرآن مجید پر وہی گندے اعتراض کر رہا ہے۔ چونکہ پچھلی مرتبہ اختتام تقریر بولنے کی اجازت نہ دی گئی تھی۔ اور نہ ہی اس دفعہ یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ تقریر میں بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس لئے بعض احباب کے اصرار پر میں نے دوران لیکچر میں ایک حوالہ دریافت کیا۔ بس حوالہ دریافت کرنے کی دیر تھی۔ کہ سارے آریہ دیرہم چند مسلمانوں پر پل پڑے۔ کوئی اِدھر سے کھینچتا ہے۔ کوئی اُدھر سے اور اس طرح پر ایک ہنگامہ کی صورت پیدا کر دی۔ ایک صاحب سٹیج پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تمہیں مندر سے باہر نکال دینگے۔ میں نے کہا کہ میں شرافت کے نام پر آپ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ فحش اور بازاری زبان استعمال نہ کریں۔ وہی بات جو غیر شریفانہ لہجہ اور بدتہذیبی سے کرتے ہو متانت اور سنجیدگی سے بھی کہی جا سکتی ہے خصوصاً ایسے وقت میں کہ تمہاری بہو بیٹیاں۔ مائیں بہنیں اور دیویاں بھی دیاکھیان سے لابھ اٹھا رہی ہیں۔ دھرم بھکشو کو ذرا بھی شرم و حیا مانع نہ ہوئی۔ اور پھر وہی بے ہودہ سرائی شروع کر دی۔ اور حیرانی ہے۔ ان شریف دیویوں پر کہ جو اس کو بڑے سکون کے ساتھ بیٹھی سنتی رہیں۔ اسی جوش و خروش میں بعض آریہ نوجوانوں نے گالیاں بھی بکیں۔ اور بعض نے ہم چند مسلمانوں کو زبردستی مندر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا۔ بازار میں شور سنکر بعض اور مسلمان بھی اِدھر اُدھر محلوں سے اکٹھے ہو گئے ہمارا ارادہ تھا۔ کہ وہیں کھڑے ہو کر دھرم بھکشو کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ مگر چونکہ بعض مسلمان آریوں کی اس حرکت پر نہایت درجہ مشتعل ہو رہے تھے۔ اور خطرہ تھا کہ کہیں فساد کی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ اس لئے اس وقت مسلمانوں کو وہاں سے چلے جانے کیلئے کہا گیا۔ ہم آریہ سماج سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی وہ شرافت ہے کہ جو وید نے تمہیں سکھائی ہے۔ آخر یہ کہاں کی تہذیب ہے۔ کہ عام دعوت کے ذریعہ پبلک کو گھر پر بلا کر گالیاں دی جائیں۔ اور جب انسانیت سے بات کرنے کیلئے کہا جائے تو باہر نکالنے کی دھمکیاں دی جائیں۔

میں اس موقعہ پر امرتسر کی پولیس کو بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ ایسے غیر ذمہ دار اور مفسدہ پرداز لوگوں کی تقریروں پر کیوں امن قائم رکھنے کا انتظام نہیں کرتی۔ اگر اس موقعہ پر مسلمان ضبط و تحمل سے کام نہ لیتے تو یقیناً فساد ہو جاتا۔ یہ دھرم بھکشو وہی دریدہ دہن شخص ہے جس کی نا روا دالیں اس کی گندہ دہنی کے باعث زبان بندی ہوئی تھی۔ اور جیسے جالندھر میں اپنی فحش بیانی اور بدکلامی کے باعث ہتھکڑی لگی تھی۔ کچھ عرصہ کی خاموشی کے بعد اب پھر جبکہ پنجاب کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا ہونے لگی تھی۔ اس طرف رخ کیا ہے۔ اسی قماش کے لوگ ہندوستان کے امن کے دشمن ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان پر کبھی بھی صلح کا سورج طلوع نہ ہو ؎

خاکسار علی محمد اجمیری از امرتسر

وصیتیں

نمبر ۲۸۷ - میں سید محمد ایوب ولد سید محمد یعقوب پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال بیعت ۱۹۱۲ء ساکن آرہ - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ جولائی ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) اسوقت میری کوئی جائداد نہیں ماہوار آمد ۱۲۵ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - اور بوقت وفات میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو - اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - نوشتہ بمقام قادیان العبد موصی سید محمد ایوب - گواہ شد ظہور احمد از قادیان - گواہ شد سید محمود عالم

نمبر ۲۸۵۸ - میں عبد اللہ ولد شیخ قطب علی پیشہ جلد سازی عمر ۴۱ سال بیعت ۱۲ - جنوری ۱۹۲۸ء ساکن قصبہ داوری ریاست جنید عالوار و قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ - مئی ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میرے پاس ایک مکان چھوٹا سا ہے جو میرے بھائی یعقوب علی کے ساتھ حصہ برابر مشترکہ قصبہ داوری میں قیمتی ۲۵۰ روپے کا ہے - اس وقت میری ماہوار آمد اندازاً ۱۵ ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - نیز میری وفات کیوقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو - اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - فقط العبد عبد اللہ ولد قطب علی موصی گواہ شد ایم غلام محمد اختر قادیان - گواہ شد سید حسن شاہ احمدی متعلم جودھ پور ۲۳

نمبر ۲۸۹۱ - میں محمد نواز خاں ولد اعظم خاں پٹھان - پیشہ ملازم پولیس عمر ۸۴ سال - بیعت غالباً ۱۹۱۴-۱۵ء ساکن وصنی پور ضلع کٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری جائداد اسوقت کوئی نہیں - ماہوار آمد ۹۰ روپیہ ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - میرے مرنے کیوقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو - اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - العبد موصی محمد نواز خاں کٹکی از بغداد گواہ شد منظور احمد امیر جماعت احمدیہ عراق - بغداد - گواہ شد احقر محمد عبد اللہ احمدی جنرل سیکرٹری جماعت بغداد

نمبر ۲۸۸۲ - میں محمد بخش پنشنر سلوتری ولد کالو قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۰۸ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے - مکان واقعہ قادیان محلہ دارالرحمت جو اراضی دس مرلہ میں ہے - جس پر مبلغ ۲۰۰ روپیہ معہ قیمت اراضی وغیرہ صرف آئے ہیں - اور کوئی جائداد نہیں ہے - اور میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں ہے - بلکہ میں کراچی میں مبلغ ۳۰ روپیہ ماہوار ملازم ہوں - اور ۳۰ روپیہ ماہوار مجھ کو پنشن ملتی ہے - گویا کل ۶۰ روپیہ ماہوار آمدنی ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - اور میرے مرنے کے بعد جس قدر میرا ترکہ ثابت ہو گا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - العبد محمد بخش احمدی پنشنر سلوتری - انسپکٹر حفظ مویشیان کراچی حال وارد قادیان - گواہ شد نور احمد احمدی دوکاندار قادیان - گواہ شد عبد الرحمٰن دوکاندار قادیان

ہندوستان کی خبریں

بمبئی یکم اگست ۔ بمبئی کونسل نے ۴۰ آراء کے مقابلہ میں ۴۶ آراء سے سائمن کمیشن سے تعاون کے لئے ۷ ۔ ارکان کی ایک کمیٹی منتخب کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔

کانپور ۔ ۲ راگست ۔ بلدیہ کانپور نے دودھ ارزاں قیمت پر فروخت کرنے کے متعلق مجلس امداد باہمی کی سکیم منظور کرلی ۔ اور حکومت سے سفارش کی کہ بلدیہ کی حدود میں گائے ذبح کرنے کی ممانعت کردی جائے ۔ اس سفارش کے متعلق سخت مباحثہ ہؤا تمام ہندوؤں نے اس کے حق میں اور تمام مسلمانوں نے اس کے خلاف رائے دی ۔

دہلی ۔ یکم اگست ۔ اس بات کا فیصلہ ہوگیا ہے ۔ کہ ۲۴-۲۵ راگست کو تمام خیالات کے سرگردہ مسلمانوں کی ایک کانفرنس بمقام دہلی بدیں غرض منعقد کی جائے ۔ کہ آل پارٹیز کانفرنس کے متعلق مسلمانوں کے رویہ کا فیصلہ ہو سکے ۔ اخبار ہمدرد نے لکھا ہے کہ مسلم لیگ جیسی ذمہ دار اسلامی مجلس نے آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت کرنے سے انکار کرکے قومی اغراض ومقاصد کو بالعموم اور اسلامی مفاد کو بالخصوص نقصان پہنچایا ہے ۔ برخلاف اس کے ہندو مہاسبھا کے نمائندے باقاعدہ اجلاس میں شامل ہوتے رہے ہیں ؛

دہلی ۔ ۳ راگست ۔ مسٹر جے سی چیٹرجی ۔ رکن لیجسلیٹو اسمبلی دہلی میں اعانت محبوسین کے لئے ایک انجمن [illegible] رہے ہیں ۔ اس انجمن کی غرض وغایت یہ ہوگی ۔ کہ رہا شدہ قیدیوں کے لئے ملازمت تلاش کی جائے ۔ تاکہ وہ از سر نو اچھی زندگی بسر کر سکیں ۔

راولپنڈی ۔ ۲ راگست ۔ دریائے سندھ میں اٹک سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر برف کا جو بہت بڑا تودہ دریا میں گر پڑا ہے اس نے ایک خطرہ عظیم پیدا کردیا ہے ۔ ڈپٹی کمشنر اٹک کے حکم سے موضع ہٹیاں میں دو توپیں لگادی گئی ہیں ۔ جس وقت دریائے سندھ میں پانی آئیگا ۔ ۲۴ گھنٹے پہلے ہی دونوں توپیں چلادی جائیں گی ۔ تاکہ لوگ خطرہ سے واقف ہوکر اپنے مکانات چھوڑ کر بھاگ جائیں ۔ جس جگہ یہ برف کا تودہ گرا ہے ۔ وہاں [illegible] پانی جمع ہوچکا ہے ۔ حضرو ۔ میانوالی ۔ کالاباغ اور [illegible] کے گاؤں کو خطرہ ہے ۔ چار ہوائی جہاز اور چند انجنیر ولایت سے [illegible] ہیں ۔ تاکہ پانی کو کسی طرح نکال دینے کا انتظام کیا جائے [illegible] کو بھی خطرہ ہے ۔

پشاور ۔ ۲ راگست ۔ نیو امپیریل تھیٹریکل کمپنی پشاور کو کابل جانے کیلئے [illegible] پاسپورٹ مل گیا ہے ۔ یہ کمپنی یوم آزادی افغانستان کی تقریب کے موقعہ پر اپنے کھیل دکھائے گی ؛

لدھیانہ ۲ راگست ۔ کل ایک دردناک واقعہ ہوا ۔ ایک نوجوان آتش بازی کا کام کرتا تھا ۔ گھر میں ۱۵ سیر کے قریب بارود پڑی تھی ۔ حقہ پی رہا تھا ۔ کہ اس کے ایک بچہ کے ہاتھ سے چلم الٹ گئی ۔ جس سے بارود کو آگ لگ گئی ۔ اور چشم زدن میں ایک لڑکی اور دو لڑکے جل کر ہلاک ہوگئے ۔ وہ خود بھی جل گیا ۔ اور ان تینوں میتوں پر رونے کے لئے اس کی نوجوان بیوہ باقی رہ گئی ۔

کلکتہ ۔ ۳ راگست ۔ آج علی الصباح اس قدر شدت سے بارش ہوئی ہے ۔ کہ تمام سال بھر میں اس کی نظیر نہیں ملتی چھ گھنٹے کے اندر اندر پانچ انچ بارش ہوئی ۔ اس کے بعد بھی ایک انچ بارش اور ہوئی ۔ آدھی رات کے وقت سے پانچ بجے صبح تک بارش کا سخت طوفان برپا رہا ۔

راولپنڈی ۔ ۳۰ رجولائی ۔ حسن ابدال (پنجہ صاحب) کی آمدہ خبروں سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ وہاں قریباً ۲۳ دوکانیں جو تمام ہندوؤں کی ہیں ۲۷-۲۸ کی درمیانی شب کو جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگئی ہیں ۔ پانی کے دور ہونے کی وجہ سے وقت پر پانی نہ پہنچ سکا ۔ نقصان کا اندازہ قریباً ایک لاکھ بتایا جاتا ہے ؛

پشاور ۔ ۲ راگست یہ افواہیں بڑے زور سے پھیل رہی ہیں ۔ کہ دریائے کابل کے کناروں پر رہنے والے لوگ طغیانی کی وجہ سے سخت خطرہ میں ہیں ۔ اور اپنے گھر خالی کرکے بھاگ گئے ہیں ۔ پیش درخدمت کمیٹی نے نوشہرہ اور دیگر مقامات کی طرف اپنے والنٹیر بھیجے ہیں ۔ تاکہ وہاں لوگوں کی امداد کرسکیں

پونا ۳۰ رجولائی ۔ پونہ کے نوجوان ہندوؤں کی ایک کانفرنس زیر صدارت مسٹر ونیت راؤ ۔ ایم ۔ ایل سی ہوئی ۔ صدر استقبالیہ کمیٹی نے ایک پرجوش تقریر کے دوران میں بتایا ۔ کہ کبھی ہندوؤں کی تعداد ۶۰ کروڑ تھی مگر اب صرف ۲۲ کروڑ رہ گئی ہے ۔ اس کی وجہ برہمنوں کی ذات پات میں فضول بندش ہے ۔ ہندوؤں میں موجودہ تقسیم ذات پات ہندوؤں کے لئے سخت نقصان دہ ہے ؛

شملہ ۔ ۳ راگست ۔ پنجاب کے انتخاب بلدیات کی قوانین میں ترمیم ہورہی ہے تاکہ ان کو کونسلوں کے انتخاب کے مطابق وموافق بنادیا جائے ۔ دیگر ترمیمات کے علاوہ ایک ترمیم یہ بھی کیجارہی ہے کہ بجائے تین ماہ کے ایک سال قید کے سزا یافتہ اشخاص کو بلدیات کی رکنیت کا موقعہ دیا جائے ۔ لیکن اگر ایک سال سے زیادہ سزا ہو تو وہ رکنیت کا امیدوار نہیں ہوسکتا ۔ انتخابات کے متعلق نہایت زبردست قوانین نافذ کئے جارہے ہیں ۔ بلدیات کے اخراجات کی امداد کیلئے یہ تجویز بھی کیگئی ہے کہ ضمانت مدخولہ [illegible] حصہ بلدیات کی ملکیت سمجھا جائیگا ۔ جس بلدیہ کا صدر ڈپٹی کمشنر ہو ۔ وہاں انتخاب کنندہ افسر کمشنر کے حکم سے مقرر کیا جائیگا ۔

غیر ممالک کی خبریں

جدہ ۔ یکم اگست ۔ سلطان ابن سعود سر گلبرٹ کلیٹن کے ساتھ دوبارہ گفت وشنید کے لئے یہاں پہونچ گئے ہیں ۔

طہران ۔ ۲ راگست ایران وجرمنی کے مابین یکم اکتوبر ۱۹۲۸ء سے پوسٹل آرڈر سروس جاری کردی جائے گی ؛

الاہرام ۔ قاہرہ کو بیروت سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ حکومت ایران کے معتمد سردار حبیب اللہ خاں مصر روانہ ہوگئے ۔ وہاں سے آپ حجاز جائیں گے ۔ اس سیاحت کا مقصد ایران اور حجاز کے مابین معاہدہ طے کرنا ہے ۔

برلن ۔ ۱۱ رجولائی ۔ افغانستان سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں ۔ ان سے پایا جاتا ہے ۔ کہ کابل سے لیکر ہندوستان کی سرحد تک ریل کی پٹری بچھانے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے ۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ تجویز شاہ کابل کے مشاہدات سفر یورپ کا نتیجہ ہے ؛

مصطفیٰ کمال پاشا نے اپنے مکاتیب میں لاطینی رسم الخط کا استعمال شروع کردیا ہے ؛

ماسکو یکم اگست ۔ دریائے امور اور زیوا میں ۲۰ فٹ پانی چڑھ گیا ۔ پچاس گاؤں اس تباہ خیز طوفان کی لپیٹ میں آگئے ۔ تقریباً ۲۰ ہزار انسان مبتلائے مصیبت ہو گئے ۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ مصیبت زدہ لوگوں کو اس جگہ سے دور ہٹ جانے کیلئے ہدایات دی گئیں ۔ دس بحری جہاز معہ ہلکی کشتیوں کے لوگوں میں خوراک تقسیم کر رہے ہیں ؛

لندن ۔ ۲۱ رجولائی ۔ ۲۳ رجولائی کو برطانیہ میں بے روزگاروں کی کل تعداد ۱۲۸۲۹۰۰ تھی ۔ ہفتہ مختتمہ ۱۶ رجولائی کے مقابلہ میں یہ تعداد بقدر ۱۶۴۵۴ کے اور سال گذشتہ کے اسی ہفتہ (ہفتہ مختتمہ ۲۳ رجولائی) کے مقابلہ میں بقدر ۲۵۳۹۹۰ کے زائد ہے ۔

لندن ۔ یکم اگست ۔ بمقام بیلا ایلی انیمر سے اطلاع آئی ہے ۔ کہ اطالوی ماہی گیر جہاز آرٹیگلیہ کے غوطہ خور غرق شدہ جہاز سے ایک آہنی الماری نکالنے میں کامیاب ہوگئے ہیں ۔ جس میں ہیرے اور دیگر جواہرات ۵ کروڑ پونڈ [illegible] کے ہیں ۔ یہ مال [illegible] جہاز سے نکلا ہے ۔ جو جنگ کے زمانہ میں غرق ہو گیا تھا ؛

لندن یکم اگست انڈین نیشنل کانگرس کی شاخ لندن نے مسٹر [illegible] کی صدارت میں ہندوستان کی موجودہ حالت پر غور کرنے [illegible] ایک جلسہ کیا جس میں قرار پایا کہ ہندوستان کی حمایت میں لوگوں کو آمادہ کرنے کیلئے لندن میں متواتر جلسے کئے جائیں ؛

عبدالرحمن قادیانی پرنٹرڈ پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا ۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا پیغام

بورڈران مدرسہ احمدیہ کے نام

مولوی عبدالرحمن صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ مدرسہ احمدیہ نے یکم اگست بورڈران کی طرف سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ڈلہوزی ایک تار بدیں مضمون ارسال کیا۔ کہ مدرسہ احمدیہ کے بورڈران موسم گرما کی رخصتوں پر جا رہے ہیں۔ اور حضور کی ملاقات کا اشتیاق رکھتے ہوئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضورؓ نے حسب ذیل تار ارسال فرمایا:۔

"آپ کا تار ملا۔ خدا تعالےٰ ان بچوں کو برکت دے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ وُہ اپنے آپ کو احمدیت کے لئے بطور نیک نمونہ پیش کریں گے۔ اور ریزرو فنڈ کی فراہمی کے لئے پوری کوشش کریں گے"

سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ کا شکریہ

سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے ۱۷- جون کے جلسوں کے سلسلہ میں ایک اعلان دفتر ھذا میں بغرض اشاعت بھجوایا تھا جس میں ان تمام بہنوں اور بھائیوں کا انھوں نے شکریہ ادا کیا تھا جنھوں نے قادیان اور ہندوستان کے دیگر مقامات پر ۱۷- جون کے جلسوں کو کامیاب بنانے میں کوشش کی۔ دفتر میں کثرت کار کی وجہ سے سیکرٹری صاحبہ کا اعلانِ شکریہ ضائع ہو گیا ہے۔ اس لئے اس تحریر کے ذریعہ سے تمام ان مخلصہ بہنوں اور مخلص بھائیوں کا میں اپنی طرف سے اور بالخصوص سکرٹری صاحبہ لجنۃ اماء اللہ قادیان کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنھوں نے اس کار خیر میں اپنی ہمت اور اخلاص کے مطابق حصہ لیا۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور دینی جوش میں ترقی بخشے۔ تا وُہ آئندہ سال زیادہ مفید کام کر سکیں۔ اور سیکرٹری صاحبہ لجنۃ اماء اللہ سے اس تاخیر کی معذرت چاہتا ہوں۔

فتح محمد سیال - سیکرٹری صیغہ ترقی اسلام

احمدیہ انسائیکلوپیڈیا / **احمدیہ المیم**

اخبار الفضل مجریہ ۳ اگست میں احمدیہ المیم کے متعلق اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ اگر خریداروں کے نام آ گئے پر اس کی چھپوائی کا انتظام کیا جائیگا۔ اب اس اعلان کا مکرر اعادہ کیا جاتا ہے۔ کہ جن دوستوں کو اس دلچسپ اور مفید کتاب کی خریداری منظور ہو۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ تاکہ ان کا نام درج رجسٹر کر لیا جائے۔ نام و پتہ مکمل اور خوشخط حروف میں ہو۔ فتح محمد سیال ناظر دعوۃ و تبلیغ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کا انتقال

یہ خبر نہائت رنج و افسوس سے سُنی جائے گی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُرانے مخلص صحابی میاں چراغ الدین صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی اور میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے سی سیالکوٹ کے والد میاں سراج الدین صاحب قریباً ڈیڑھ سال بیمار رہنے کے بعد ۲۷- جولائی ۱۹۳۶ء بروز جمعہ ۴ بجے شام اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔

آپ لاہور کے معزز خاندان کے بزرگ تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی ایام میں ہی آپ کے خدام میں شریک ہوئے تھے۔ اور نہائت اخلاص سے زندگی بسر کی۔

احباب ان کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت فرمائیں۔

ایک روپیہ میں بائیس الفضل

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا مضمون بعنوان "مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک غیر احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں" ۳ اگست کے الفضل میں پانچ صفحوں پر چھپا ہے۔ ضروری ہے کہ یہ الفضل ہر ایک احمدی جماعت اپنے اپنے مقام اور اس کے گرد و جوار میں کثرت سے شائع کرے۔ تاکہ ہمارے متعلق غیر مبایعین کی طرف سے جو غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں۔ دور ہوں۔ اور حقیقت حال کھلے۔ آپ کو جس قدر کاپیاں مطلوب ہیں۔ ہم سے منگوا لیں۔ ایک روپیہ میں بائیس پرچے دئے جائیں گے محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ اس سے کم مطلوب ہیں۔ تو ایک پرچہ معہ محصول ڈاک قیمت ہے۔ جلد منگوا لیجئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ پرچہ ختم ہو جائے۔

مینیجر الفضل قادیان

اچھوت اقوام میں تبلیغ

خوشی کی بات ہے۔ کہ بعض جماعتوں نے اچھوت اقوام میں تبلیغ کی اہمیت کو سمجھا ہے۔ اور وہ کام بھی کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہیگا۔ تو اُن کی سعی کے خوشکن نتائج پیدا ہونگے۔ ماہ جولائی میں جماعت احمدیہ لالہ موسےٰ کی طرف سے ۷۰ کس۔ اور جماعت احمدیہ ننکانہ کی طرف سے ۵ کس عیسائیوں کے مسلمان ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک سکھ زمیندار ہندوستان کے ایک علاقہ سے۔ اور دو عیسائی لائلپور سے اور ایک علاقہ سیالکوٹ سے آکر مرکز میں مسلمان ہُوئے۔ کل تعداد نو مسلمین ماہ جولائی میں ۹۸ ہے۔ اللھم زدفزد اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت بخشے۔ والسلام

فتح محمد سیال ناظر دعوۃ و تبلیغ

اخبار احمدیہ

قبول اسلام

(۱) بندہ نے گذشتہ ماہ میں ایک عیسائی۔ اس کی بیوی۔ دو لڑکے اور ایک لڑکی کل پانچ کس کو کلمہ طیبہ پڑھا کر داخل اسلام کیا ہے۔ احباب اُن کی استقامت کے لئے دعا کریں۔

عاجز محمد ابراہیم سکرٹری تبلیغ ننکانہ صاحب

(۲) ۱۱- جولائی ۱۹۳۶ء مسمی رام سرن ولد دینا دیال قوم اگروال عمر تخمیناً ۴۳ سال شیخ وزیر محمد صاحب خیاط کی تبلیغ سے مشرف باسلام ہوا۔ اور اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ خدا تعالےٰ استقامت بخشے۔

(۳) بتاریخ ۱۳- جولائی ۱۹۳۶ء مولینا حکیم محمد سجاد حسین صاحب کے ہاتھ پر مسمی جھنگو از قوم ہنود عمر تخمیناً ۵۵ سال معہ اپنی زوجہ مسماۃ گنگا دیوی عمر تخمیناً ۴۵ سال برضا و رغبت خود مشرف باسلام ہوا۔ اسلامی نام دین محمد و بشیرن رکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ ہر سہ کو استقامت بخشے۔ آمین۔

عبدالحمید از مین پوری

تلاش فرزند

میرا بچہ فضل احمد ولد امام الدین راجپوت ساکن مقام بیری ضلع گورداسپور عمر ۱۷ سال چند روز سے مفقود الخبر ہے۔ رنگ گورا۔ ایک آنکھ پر داغ پھوڑے کا کوئی صاحب للہ اس کا پتہ معرفت الفضل دے کر مجھ عاجزہ کی دعائیں لیں۔

عمدان والدہ فضل احمد۔ سکنہ بیری

اعلان

کسی شخص نے میرے متعلق امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کی طرف سے مختلف جماعتوں میں بذریعہ خطوط یہ اطلاع دی ہے۔ کہ میں بوجہ حرکت قلب کے بند ہو جانے کے فوت ہو گیا ہوں۔ یہ خبر غلط ہے۔ میں خدا کے فضل و کرم سے زندہ ہوں البتہ آجکل میرے لئے کچھ تکلیف دہ پریشانیاں جمع ہو رہی ہیں۔ احباب میرے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

عاجز عزیز احمد ملک از راولپنڈی۔

درخواست ہائے دُعا

(۱) میرے والد المکرم میاں نیاز محمد صاحب ابھی تک مستقل انسپکٹر نہیں ہُوئے۔ عنقریب فیصلہ ہونے والا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے

خاکسار حافظ بشیر احمد متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

۲- میرے بچے بیمار ہیں۔ احباب درد دل سے دعا صحت فرمائیں

باغدین نائب ذیلدار چک ۳۰/۱۱

۳- میری اہلیہ چند امراض میں مبتلا ہے۔ اور میں بھی اپنے حریفوں کے خطرناک رویہ سے اندیشناک ہوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور دیگر بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے

امام بخش احمدی ٹبی قیصرانی۔

۴- بندہ کی اہلیہ چند روز سے سخت بیمار ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور دیگر بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔

محمد اشرف سب اسسٹنٹ سرجن بابل گنج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۲۸ء

اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام

ہندوستان میں مسلمانوں کی باعزت زندگی کے لئے یہ امر نہایت ہی ضروری ہے۔ کہ اچھوت اقوام کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں داخلِ اسلام کیا جائے۔ آج ملک میں کروڑوں انسان ایسے آباد ہیں۔ جن سے اہل ہنود حیوانوں سے بھی بدتر سلوک روا رکھتے ہیں۔ مگر حکومت کے اداروں میں ان کا اقتدار محض انہی بدقسمت لوگوں کی بدولت ہے جنہیں وُہ ناپاک اور ذلیل سمجھتے ہیں اور جن کا سایہ بھی ایک ہندو کو بھرشٹ کر دیتا ہے۔ لیکن اپنی چالاکی اور حکمت عملی سے یہ لوگ ان کو سرکاری کاغذات میں ہندو ظاہر کر کے ان کی اکثریت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

لیکن خوشی کا مقام ہے۔ کہ آزادی اور آزاد خیالی کی جو رَو آج دنیا میں پیدا ہو رہی ہے۔ اس سے یہ مظلوم طبقہ بھی متاثر ہو رہا ہے۔ ان لوگوں کو بھی اپنی ذلت اور رسوائی کا ایک حد تک احساس پیدا ہو چکا ہے۔ اور ان میں بھی زندگی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ مگر ہندو جو اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ ملک کے اندر ان کے تسلط اور اقتدار کے قیام کے لئے اچھوت اقوام کی بیداری نہایت تباہ کُن ہے۔ انہیں پھر سُلانے کے لئے ساحرانہ کارروائیاں عمل میں لا رہے ہیں۔ کہیں انہیں اخوت کے دل خوش کُن پیغامات سُنائے جا رہے ہیں۔ اور کہیں شُدھی کی خواب آور دوائی پلائی جا رہی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ سب شاطرانہ چالیں ہیں۔ جن کا مقصد صرف اس قدر ہے۔ کہ یہ لوگ اپنی موجودہ زندگی پر مطمئن رہیں۔ اور ذلت و ادبار سے نکلنے کے لئے کوئی جد و جہد نہ کریں۔ اور اگر یہ بات نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ یہ لوگ ان کو شُدھ کرنے کے باوجود ان سے ناپاکوں کی طرح بلکہ حیوانوں سے بدتر سلوک کرتے ہیں۔ اور انہیں اپنا ایک عضو قرار دینے کے باوجود ان سے وُہ تعلقات پیدا نہیں کرتے۔ جو دیگر اعضا آپس میں رکھتے ہیں۔

مسلم کی زندگی کی غرض و غایت ہی یہ ہے۔ کہ وُہ بے کسوں کی امداد کرے۔ گرے ہوؤں کو اٹھائے۔ دنیا کے اندر بلند خیالی پیدا کرے۔ اور اہل عالم میں حقیقی مساوات قائم کرے۔ اس لئے ہر مسلم کا فرض ہے۔ کہ ان لوگوں کی مدد کرے۔ اور انہیں بتا دے کہ ان کے ساتھ سخت دھوکا کیا جا رہا ہے۔ اور مطلب برآری کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔ ورنہ ہندو انہیں ہرگز وہ کچھ نہیں دیں گے جس کا وہ وعدہ کرتے ہیں۔ بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں دینگے۔ کیونکہ وُہ اپنے مذہبی احکام سے مجبور ہیں۔ جب تک وُہ ہندو کہلاتے ہیں۔ وہ اچھوتوں سے غیر شریفانہ سلوک کرنے پر مجبور ہیں۔ ہاں اگر وہ اپنے مذہبی قوانین سے علانیہ اظہار بیزاری کر دیں۔ تو ان کے مواعید درخور اعتنار سمجھے جا سکتے ہیں۔ حقیقی عزت، حقیقی اخوت اور مساوات ان کو اسلام کی چار دیواری میں ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ جس میں داخل ہوتے ہی ایک شاہنشاہ اور ایک فقیر نادار ایک ہی مقام پر نظر آتے ہیں۔ اور جہاں برہمن اور شودر اور اونچ نیچ کی تنگ انسانیت امتیازات یکسر معدوم ہو جاتی ہیں۔

مسلمان اگر اس نکتہ کو سمجھ لیں۔ اور اچھوت اقوام تک اسلام کا پیغام پہونچانے کا کما حقہٗ انتظام کر دیں۔ تو وہ اپنی زندگی کی غرض و غائت کو پورا کرنے اور اس امانت کی ادائیگی سے جو روزِ ازل سے ان پر ڈالی گئی ہے۔ سبکدوش ہوتے اور اس فرض کو جو بحیثیت مسلمان ان پر عائد ہوتا ہے۔ پورا کرنے کے علاوہ اپنی دنیاوی بہبودی کے سامان بھی مہیا کرنے والے ہونگے۔ کیونکہ آج ہندوستان میں وہی قوم برسر اقتدار رہ سکتی ہے۔ جسے اکثریت حاصل ہو۔ اور ہر قوم کے حقوق کا تصفیہ اس کے افراد کی تعداد سے کیا جاتا ہے۔ اور مسلمان جس قدر زیادہ تعداد میں اچھوتوں کو داخل اسلام کریں گے۔ اسی قدر ان کے لئے دین و دنیا میں مفید ہوگا۔

آئندہ مردم شماری میں بہت تھوڑا عرصہ باقی ہے۔ اور آریہ سماجی اشدھی اور دلت ادھار کے کاموں کو بڑے زور شور سے سرانجام دے رہے ہیں۔ تا ان لوگوں کو اس مردم شماری میں ہندو لکھوا ہمیشہ کے لئے ان کے حقوق پر قابض ہو جائیں۔ پس مسلمانوں کا بھی اس طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔ تبلیغی انجمنوں اور دوسری صاحبِ اقتدار جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے لئے مناسب انتظام کر کے اپنے لئے دین و دنیا میں سرخروئی حاصل کریں۔ اگر اس مردم شماری میں آریہ سماجی ان لوگوں کو ہندو ظاہر کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو اہل اسلام کے لئے سخت مشکلات ہونگی۔ پس ابھی وقت ہے۔ کہ دردمند مسلمان اس کا احساس کر کے اس کے انسداد کی طرف متوجہ ہوں۔

اگر مسلمان پوری کوشش اور توجہ سے اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کریں۔ اور ان کو اسلام کی تعلیم سے آگاہ کریں۔ اور انہیں ان فوائد سے مطلع کریں۔ جو اسلام میں داخل ہو کر وہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تو یقیناً وُہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔

مساوات اسلام

اسلام نے مساوات کی جو تعلیم دی ہے۔ وُہ ایسی نمایاں اور بے مثال ہے۔ کہ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ یہ صرف ہمارا دعوٰے ہی نہیں۔ بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف اسلام کے اشد ترین مخالفوں کو بھی کرنا ہی پڑتا ہے۔ سکھ معاصر شیر پنجاب ۳۔ جون لکھتا ہے کہ اچھوت ادھار کانفرنس میں ایک ریزولیوشن بدیں مضمون پاس ہوا۔ کہ

”جس طرح کلمہ پڑھکر ایک نیچ بلا روک ٹوک کوئیں سے پانی پی سکتا ہے۔ اسی طرح امرت چھکنے والے کسی سکھ کو کوئیں پر جانے کی روکاوٹ نہ ہو“

کیا یہ اسلام کی تعلیم مساوات کے بے نظیر ہونے کا صاف اور واضح الفاظ میں اعتراف نہیں؟ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اچھوت اقوام کو یہ بات اچھی طرح سمجھائیں۔ کہ غیر مسلم لوگ جو حقوق اور مراعات ان کو اب دینے کی طیاریاں کر رہے ہیں وُہ اسلام آج سے تیرہ صدیاں پہلے ان کو عطا کر چکا ہے۔ اور اسلام کے مخالفین کو بھی اسلام کی اس برتری اور تفوق کا اعتراف ہے۔ اور جو کچھ وُہ ان کو دے رہے ہیں۔ وہ محض اسلام کی نقل ہے۔ اور یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ نقل اصل کے ہم پلہ کبھی نہیں ہو سکتی۔

ہندوؤں میں براہمن کا درجہ

الہ آباد کے سشن جج کی عدالت میں چار براہمنوں کے خلاف ایک اور براہمن کو قتل کر دینے کے الزام میں مقدمہ پیش ہوا۔ جب سماعت مقدمہ ختم ہو چکی۔ اور اسیسروں کے فیصلہ دینے کا وقت آیا۔ تو ایک ہندو اسیسر نے اپنا فیصلہ دینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ کہ ایک براہمن تو آگے ہی مر چکا ہے۔ پھر میں اور چار برہمنوں کے خون سے اپنے ہاتھ کیوں رنگوں۔

جس مذہب میں قاتل براہمنوں کو اور وہ بھی ایک براہمن کو قتل کرنے کے جرم میں سزا دینے موجب دینی گناہ سمجھا جائے اس میں ان غریب لوگوں کو دادرسی کی کیا امید ہو سکتی ہے جن کو اچھوت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ دنیا میں اگر کسی جگہ بدقسمتی سے ہندو راج قائم ہو جائے۔ تو اس میں مختلف اقوام اور طبقہ کے لوگوں کی کیا حالت ہوگی۔ اس کا اندازہ ان واقعات سے ہو سکتا ہے۔ جو آئے دن ہندوؤں کی طرف سے دنیا

ہوتے رہتے ہیں۔

اچھوت لوگ بوجہ جہالت ان باتوں سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ مسلمان ان کو ان واقعات و حالات سے مطلع کرتے رہیں۔ تا وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ہندوؤں کی حکمت عملی کا شکار ہونے سے بچ سکیں۔

پیغام صلح کا آخری نبی نمبر

"پیغام صلح" نے اپنی نقالی کی عادت پوری کرنے کے لئے "الفضل" کے خاتم النبیین نمبر کے مقابلہ میں "آخری نبی نمبر" شائع کرنے کا اعلان کرتے ہوئے اس کی غرض یہ بتائی ہے:-

"مسلمانوں اور بالخصوص قادیانی جماعت کے بعض خاص معتقدات نے ختم نبوت کے حقیقی منشا کو بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔ جس سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت خطرہ میں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی پوزیشن اور آپ کے کام کو نقصان پہونچ رہا ہے۔"

لیکن بد مذاقی کا یہ عالم ہے۔ کہ سرور کائنات کی طرف منسوب کرنے والے پرچہ کے لئے کوئی ایسا نام بھی نہیں مل سکا۔ جس سے خدا تعالےٰ نے اپنے محبوب کو مخاطب کیا ہو۔ بلکہ "آخری نبی" کا خود ساختہ لقب پیش کر دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ختم نبوت کا حقیقی منشا بھی خود تراشیدہ امور سے بیان کیا جائے گا۔

مولوی محمد علی صاحب کو یاد ہو گا۔ وہ اپنی تحریروں میں "پیغمبر آخر زمان" "نبی آخر زمان" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلیم کر چکے ہیں۔ اس لئے یہ دریافت کرنا ضروری ہے۔ کہ "آخری نبی" سے ان کی کیا مراد ہے۔ کیا پیغام صلح کے "آخری نبی نمبر" میں یہ بتایا جائے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا۔ اگر نہیں۔ تو مولوی صاحب بتائیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو "پیغمبر آخر زمان" اور "نبی آخر زمان" کہنے سے ان کا کیا مطلب ہے۔

مولوی محمد علی صاحب اور خاتم النبیین کے معنی

"پیغام صلح" نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جلسے منعقد کرنے کی تحریک کی مخالفت کرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ جماعت قادیان کا خاتم النبیین کے متعلق عقیدہ صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ آپ کے بعد مسیح موعود کو نبی مانتی ہے۔ اس پر معترض پیغام صلح بار بار زور دے رہا ہے۔ بلکہ خود مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ایک مضمون میں یہی ذکر کیا ہے۔ لیکن انہیں یاد رہنا چاہیئے۔ کہ ہم نے خاتم النبیین کے کوئی نئے معنی ایجاد نہیں کئے۔ بلکہ وہی معنی سمجھتے ہیں۔ جو خود مولوی محمد علی صاحب بیان کر چکے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"یہ سلسلہ (یعنی سلسلہ احمدیہ) سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو۔ یا نیا۔ آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ سے مل سکتی ہو"

(ریویو جلد پنجم صفحہ ۱۸۶)

ان الفاظ کا مطلب بالکل صاف ہے۔ اور وہ یہ کہ خاتم النبیین کے سچے معنی یہی ہیں۔ کہ آپ کے واسطہ سے نبوت مل سکتی ہے۔ اور خاتم النبیین کے یہ معنی کرنا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قطعاً کوئی نبی نہیں آسکتا۔ یہ جھوٹے معنی ہیں۔

کیا مولوی محمد علی صاحب بتائیں گے؟ کہ خاتم النبیین کے معنی "آخری نبی" کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا۔ کہ آنحضرت کے بعد قطعاً کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ان کی اس تحریر کے لحاظ سے جھوٹے معنی نہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیوں۔ اور اگر جھوٹے ہیں۔ تو کیا انہوں نے یہ جھوٹے معنی اپنے پہلے عقیدہ کے خلاف لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اختیار کئے ہیں۔

۱۷- جون کے کامیاب جلسے

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی ۱۷- جون کو سیرت نبوی پر تمام ملک میں تقریریں کرنے کی تحریک کی کامیابی کے متعلق چند ایک مخالفین سلسلہ کی آراء "الفضل" کے کسی گذشتہ پرچہ میں درج ہو چکی ہیں۔ آج آریہ گزٹ (۱۴ر اگست) کی رائے درج کی جاتی ہے۔ لکھتا ہے:-

"احمدیوں نے ۱۷- جون کو حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق جو جلسے کئے گئے ہیں۔ ان کی تعداد دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جلسے ملک کے طول و عرض میں ہر جگہ کئے گئے ...

.... تقریباً ہر ایک شہر اور قصبہ اور بہت سے گاؤں میں یہ جلسے کئے گئے۔ جن میں حضرت محمد صاحب کی زندگی پر لیکچر دئے گئے۔ اور اس طرح سے لاکھوں ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور مسلمانوں تک حضرت کی زندگی کے حالات پہنچائے گئے۔ احمدیوں کے پروپیگنڈا کی اس طاقت کو دیکھ کر ہم آریہ سماجوں اور آریہ سنگھٹنوں سے ایک نویدن کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ان کے اس پروپیگنڈے کی طاقت کو دیکھ کر کچھ نصیحت حاصل کریں اور اپنے پروپیگنڈا کو زبردست اور مضبوط کریں۔ اپنی ہر ایک آواز کو ملک کے کونہ کونہ پہنچائیں"

عجیب بات ہے۔ کہ جن لوگوں کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر باعث سوہان روح ہے۔ وہ تو ان جلسوں کی کامیابی کا بادل نخواستہ اقرار کر رہے ہیں۔ مگر "پیغام صلح" کے ہمراں مدیر میاں دوست محمد صاحب ابھی تک اپنے لئے اسی خیال سے سامان راحت فراہم کر رہے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے جو جلسے کئے گئے۔ وہ بالکل ناکام رہے ہیں۔

ہندو راجیہ کے لئے کوششیں

معاصر الامان دہلی (۴ر اگست) لکھتا ہے:-

"ایسوشی ایٹڈ پریس کی اطلاع سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر مونجے نے کراچی میں ایک آریہ اکھاڑے کا معائنہ کیا جہاں بہت کثیر مجمع تھا۔ تقریر میں جہاں اکھاڑے کی تعریف کی وہاں یہ بھی فرمایا۔ کہ مجھے کئی کروڑ والنٹیر چاہئیں۔ اور کراچی کے ایک سکول میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے یہ گوہر فشانی کی۔ کہ ...... یہ سرزمین مسلمانوں یا کسی اور فرقہ کی نہیں کہلاتی۔ لہٰذا یہاں جو راجیہ قائم ہو گا۔ وہ ہندو راجیہ ہی ہو گا"

ڈاکٹر صاحب کی مندرجہ بالا تقریروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو ہندوستان کے نظم و نسق حکومت کے متعلق کیا ارادے رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا کئی کروڑ والنٹیروں کے لئے اپیل کرنا۔ اور پھر سکول کے طلبا میں یہ جذبہ پیدا کرنا کہ یہ ملک ہندوؤں کا ہے۔ اور یہاں جو راجیہ قائم ہو گا۔ وہ ہندو راجیہ ہی ہو گا۔ کیا اس امر کا کھلم کھلا ثبوت نہیں۔ کہ آریہ سماج دراصل کوئی مذہبی یا تمدنی تحریک نہیں۔ بلکہ ایک خالص سیاسی جماعت ہے۔ جو ملک کے اندر انقلاب پیدا کرنا چاہتی ہے۔

ہر امن پسند ہمارے اس خیال سے متفق ہو گا۔ کہ ایسی آتشیں تقریریں ہندوستان کے امن و امان کے لئے نہایت مضرت رساں ہیں۔ مگر حیرانی ہے۔ کہ حکومت ان پر کوئی نوٹس نہیں لیتی۔ ڈاکٹر مونجے اور ہمچو قسم دوسرے ہندو رہنما اگر اپنے ان ناپاک ارادوں میں کامیاب ہو گئے۔ تو مسلمانوں کی خیر نہیں۔ اور حکومت کے لئے بھی وہ دن نہایت پریشان کن ہو گا۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ قبل از وقت ایسے دریدہ دہن اشخاص کے مونہہ میں لگام دے دی جائے۔

اور اگر حکومت یہ سمجھے ہوئے ہے۔ کہ ہندو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تو کم از کم مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر ہی ایسے لوگوں کو روکے کیونکہ مسلمان بوجہ کمزور ہونے کے ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔

تحریک چندہ خاص اور جماعت احمدیہ

خدام سلسلہ کی بڑھتی ہوئی قربانیاں

حاسدوں کیلئے حسرت ویاس

اللہ تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ احمدیہ کے خدام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فدائیوں کا ایثار کیلئے ہمیشہ طیار رہنے کا نمونہ تو یہ ہے۔ کہ صرف یہ سن کر کہ چندہ خاص کی تحریک ہونے والی ہے۔ دور دور کے علاقہ والے اس خیال سے کہ ہم تک تحریک پہونچتے پہونچتے دیر ہو جائیگی اور نزدیک کے لوگ جب چندہ بھیج دیں گے۔ اس وقت ہم کو تحریک پہونچیگی۔ محض اس شبہ ہی پر بذریعہ تار چندہ بھیجدیتے ہیں۔ کہ باوجود دور ہونے کے ان کا چندہ قریب والوں کے برابر ہی پہونچ جائے۔ چنانچہ دکن کے دور دراز علاقہ کومیٹور سے تاجر دا ایجنٹ وی۔ عبدالقیوم صاحب نے بغیر تحریک دیکھے محض یہ خبر پڑھکر کہ کوئی تحریک ہونے والی ہے۔ اپنا چندہ بذریعہ تار بھیجدیا اور نہایت اخلاص سے بھرا ہوا خط انگریزی زبان میں لکھا جس میں وہ لکھتے ہیں:۔

"مقدس آقا!!! تحریک آنے پر جو حصہ میرے ذمہ اور نکلے گا۔ وہ بھی تحریک پہونچتے ہی ارسال خدمت اقدس کرونگا۔ اور اگر میرے حصہ سے یہ رقم زیادہ ہوئی تو میں اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کروں گا۔ کہ میں نے اپنا فرض ادا کردیا"

تحریک پر

مقامی لوگوں نے فوراً اپنے حصہ سے کہیں زیادہ چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ کارکنان دفاتر نے معمولی شرح سے سوایا اور ڈیوڑھا بلکہ اس سے بھی زیادہ چندہ دیا اور بعض نے تو بجائے پچیس اور تیس فیصدی کے سو فیصدی سے بھی زیادہ چندہ اپنے ذمہ قبول کیا۔ کارکنان دفاتر کے علاوہ دیگر احباب نے ان سے کم قربانی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ بحیثیت مجموعی ان کے چندہ کی رقم اپنی نسبت کے لحاظ سے کارکنان سے بھی بڑھ گئی کارکنان نے اگر مقررہ شرح سے بڑھا کر اس کا سوایا یا ڈیوڑھا وعدہ کیا تو دیگر دوستوں نے اس سے بھی بڑھا کر دو چند کردیا قادیان کی مقامی جماعت کے بعد پنجاب کی جماعتوں کا یہ حال ہے کہ

کیا زمیندار اور کیا شہری اپنے آقا کی آواز پر سب لبیک کہتے ہیں۔

چک ۱۱۶ کی جماعت ایک چھوٹی سی خالص زمیندار جماعت ہے۔ لیکن اس جماعت کے ہر ایک فرد نے بجائے پچیس ۲۵ اور تیس ۳۰ فیصدی کے تینتیس فیصدی چندہ دیا۔ اور اس قلیل تعداد جماعت کا وعدہ چار سو سے بھی بڑھ گیا۔

اسیطرح جماعت گھیر ضلع گجرات سے سید مزمل شاہ صاحب سید فاضل شاہ صاحب سید عبدالرحمن صاحب و سید احمد صاحب سب نے تینتیس فیصدی کی شرح سے وعدے کئے۔

کلانور ضلع گورداسپور سے مرزا مبارک بیگ صاحب نے صرف اپنی ذات خاص سے سو روپے کا وعدہ فرمایا۔

شہری جماعتوں میں شملہ سے حاجی محمد نذیر صاحب شاہجہانپوری نے تیس فیصدی اور کوہاٹ سے سید محمد علی صاحب و چوہدری عبدالرحمن صاحب نے بھی تیس فیصدی کا وعدہ کیا۔

پشاور سے بابو محمد عالم صاحب اور بابو عبدالحق صاحب مولوی محمد علی صاحب حکیم محمد مرغوب اللہ صاحب کا وعدہ تیس فیصدی کی شرح سے اور

حجرہ خبر ایجنسی والوں نے تو جس قدر وعدے کئے ساتھ ہی ادا بھی کردئے ہیں۔

حیدر آباد سندھ سے ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے اپنا وعدہ تیس فیصدی کے حساب سے کرکے یکمشت ادا کرنے کیلئے لکھا ہے۔ اور اخلاص کے جوش میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہم انشاء اللہ اخبار زمیندار اور دیگر حاسدوں پر یہ ثابت کردیں گے۔ کہ ہم اپنے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حکم پر سارے مال اور ملکیت سے جدا ہونے کو طیار ہیں۔

علاقہ برار سے سراج الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر نے اپنا وعدہ تیس فیصدی کا کیا ہے۔

حیدر آباد دکن سے اور احباب کے وعدوں کیساتھ مولوی عبدالحمید صاحب اور حافظ سید عبدالعلی صاحب نے پچہتر پچہتر کے اور سید بشارت احمد صاحب نے ستاسی روپے کا۔ سیٹھ محمد غوث صاحب نے سوا سو اور حکیم میر سعادت علی صاحب نے ایک سو تیس روپے کا اور نواب اکبر یار جنگ بہادر نے پانسو روپے کا وعدہ کیا ہے۔

اسی طرح کلکتہ کی جماعت کے وعدوں میں دوسرے احباب کے ساتھ مولانا مولوی عبدالقادر صاحب ایم۔ اے نے ایک سو گیارہ روپے اور حکیم ابو طاہر صاحب نے ایک سو روپے کا اور میاں محمد حسین صاحب و میاں محمد صدیق صاحب نے پچاس پچاس کے اور محمد رفیق صاحب نے تیس روپیہ کا اور حاجی محکم دین صاحب و جان محمد صاحب نے پچیس پچیس ۲۵ کے وعدے کئے ہیں ۔

بھاگلپور سے اگرچہ ابھی فہرست مکمل ہو کر نہیں آئی لیکن وہاں کے سابق سیکرٹری مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے نے پہلے ہی چندہ خاص ادا کرنا شروع کردیا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"چونکہ خاکسار کو معلوم تھا۔۔۔۔ کہ ہر سال چندہ خاص ہر احمدی کو ادا کرنا چاہیئے۔ اس لئے قبل اس کے کہ حضور کی طرف سے امسال کوئی تحریک ہو۔ ماہ مئی سے خاکسار نے سات روپے ماہوار کے حساب سے چندہ خاص ادا کرنا شروع کیا ہوا ہے"

تحریک کے مطابق تیس فیصدی کا وعدہ فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

"نیز دستہ بستہ عرض ہے۔ کہ خاکسار کی جسمانی و روحانی صحت اور نور چشمان کے حصول علم و توفیق عمل و خاکسار کے سارے کنبہ کے احمدیت کے رنگ میں رنگین ہو جانے اور جماعت ہائے بھاگلپور و مونگیر و الہ آباد کی اصلاح و ترقی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

فرو ماندگاں را دعائے بکن
کہ مقبول را رد نباشد سخن

غرض ہندوستان میں کیا پنجاب اور کیا سندھ اور کیا دکن اور کیا بنگال۔ سب طرف سے احباب نے اس تحریک پر لبیک کہا ہے۔ اور ہندوستان سے باہر کی جماعتیں بھی ایثار و قربانی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ چنانچہ آبادان سے مرزا برکت علی صاحب تحریر فرماتے ہیں اُس ڈاک میں آپ کی طرف سے ایک لفافہ ملا جس میں سیدنا حضرت اقدس کی طرف سے چندہ خاص کے متعلق ایک اعلان ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین نے احباب سے ۲۵ فیصدی اور ۳۰ فیصدی چندہ طلب فرمایا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ حضور کی بدولت ہمیں ثواب کا موقع ملتا ہے۔ میں اپنی طرف سے چالیس فیصدی کے حساب سے مبلغ ایک سو تیس روپے ادا کروں گا۔ اور بجائے تین ماہ کے اسی ماہ میں ادا کرتا ہوں"

پھر لکھتے ہیں۔

"حقیقت یہ ہے کہ میں نے کچھ بھی نہیں دیا۔ اور جبکہ میں اپنی زندگی معہ اپنی جائداد کے اسلام کے لئے وقف کر چکا ہوں تو یہ چالیس فیصدی یا اس سے زیادہ کیا ہے۔ خوشی تب ہو کہ ذرہ ذرہ اسلام کی راہ میں قربان ہو جائے"

اللہ تعالےٰ ان سب احباب کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور بیش از بیش خدمات دین کی توفیق دے۔ اور ان کو بڑے بڑے مدارج عطا فرما۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مسلمانوں کی ترقی کے دو گُر

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۸ء بمقام ڈلہوزی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حسب ذیل آیت پڑھی:-

قل هٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اس آیت میں

دو امور

کا اعلان کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ دو نہایت چھوٹے سے جملوں میں بیان فرماتا ہے۔ اور دنیا کو اس کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پہلی بات

تو یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے پہلی آیات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ قل هٰذہٖ سبیلی کہدے - یہ جو کچھ پہلے بیان ہوا ہے - یہ میرا

طریق اور راستہ

ہے۔ چونکہ ہر انسان لمبے مضمون سے نتیجہ نکالنے کے قابل نہیں ہوتا۔ اور جہاں بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کیلئے تفصیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں تھوڑی عقل اور محدود سمجھ والوں کے لئے اجمال کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے پہلی آیات کے بعد فرمایا۔ هٰذہٖ سبیلی۔ وہ رستہ جس کی طرف پہلے اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ ادعوا الی اللہ میں

اللہ کی طرف

بلاتا ہوں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہدے میرا یہ رستہ ہے۔ جو پہلے بیان ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ سبیلی کہکر پہلی بات یہ بیان کی۔ کہ میں اس رستہ پر عامل ہوں۔ صرف یہ نہیں۔ کہ لوگوں کو اس کی طرف بلاتا ہوں۔ بلکہ خود بھی اس پر عمل کرتا ہوں۔ پہلی چیز

ایک مدعی کے لئے

یہ ہوتی ہے۔ کہ جس بات پر عمل کرنے کے لئے دوسروں سے کہتا ہو۔ پہلے خود اس پر عامل ہو۔ اگر ایک شخص لوگوں کو ایک بات کی طرف بلاتا ہے۔ مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا۔ تو اس کی بات کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ ہر انسان جو اس کی بات سنیگا۔ یہی سمجھیگا۔ کہ اگر اس بات میں خوبی ہوتی۔ تو یہ خود بھی اس پر عمل کرتا۔ پس اگر کوئی شخص اعلیٰ اخلاق سکھائے اچھے معاملات کی تلقین کرے۔ اور فلسفیانہ باتیں بتائے لیکن خود ان کو رد کرتا جائے۔ تو وہ کبھی نیکی پھیلانے میں کامیاب نہیں ہو سکیگا۔ اگر ہم لوگوں سے کہتے ہیں۔ کہ خدا کی طرف آؤ۔ خدا کے دین کے لئے قربانیاں کرو۔ اپنی قوم کے لئے قربانی اور ایثار دکھاؤ۔ تو ضروری ہے۔ کہ

اپنے عمل سے

بھی ان باتوں کا ثبوت دیں۔ زبان کا اثر اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جبکہ انسان وہ کام خود بھی کرے۔ جس کے کرنے کے لئے دوسروں سے کہے۔ اگر دوسروں سے تو کہے۔ کہ قوم یا مذہب۔ یا جماعت کی خاطر اولاد کو قربان کرو۔ مگر خود اولاد کو ایسے رستہ پر لگائے۔ جس سے

دنیا کا فائدہ

حاصل ہوتا ہے۔ تو اس کی بات کا کیا اثر ہوگا۔ اسی طرح جو شخص دوسروں سے کہے۔ کہ خدا سے محبت کرو۔ مگر آپ خدا کی محبت میں نہیں۔ بلکہ دنیا کی محبت میں چور رہو۔ تو ایسے انسان کی بات کا کیا اثر ہوگا۔ تو فرمایا هٰذہٖ سبیلی اس میں صرف یہ نہیں بتایا۔ کہ میں کس طرف بلاتا ہوں۔ بلکہ یہ بھی بتایا ہے۔ کہ جس طرف میں بلاتا ہوں۔ اس طرف خود بھی جا رہا ہوں۔ پس اس جملہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف دعویٰ پیش کیا ہے۔ بلکہ آپ کا عمل بھی پیش کر دیا ہے۔ اور وہ رستہ یہ ہے۔ ادعوا الی اللہ اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ یہ ایک

امتیازی نشان

ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ باقی انبیاء خدا کی طرف نہ بلاتے تھے۔ بلاتے ہونگے۔ مگر ان کی تعلیمیں چونکہ منسوخ ہو گئی ہیں۔ ان سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ ادعوا الی اللہ کرتے تھے۔

توریت پڑھنے سے

انسان اس بات سے تو متاثر ہوتا ہے۔ کہ اس میں ایک حد تک خدا کی طرف بلایا گیا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ قومیت اور جتھہ بندی کی طرف زیادہ توجہ دلائی گئی ہے۔ اور یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ تم ساری دنیا سے معزز قوم ہو۔ سب سے ممتاز ہو۔ ساری خوبیاں تم میں جمع ہیں۔ گویا

یہودیوں کی جتھہ بندی

پر سارا زور صرف کیا گیا ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ کہ یقیناً حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی یہ تعلیم نہ ہوگی۔ لیکن بہرحال ان کی طرف جو منسوب کی جاتی ہے۔ وہ ایسی ہے۔ اور اس کے سوا کوئی اور ایسی تعلیم نہیں ہے۔ جو ان کی بتائی جاتی ہو۔

پھر

انجیل کو دیکھتے ہیں

تو اس میں بھی ادعوا الی اللہ کی سپرٹ نظر نہیں آتی۔ اس میں سارا زور اپنی قوم کو ابھارنے ان کی امیدیں قائم کرنے یا پھر اپنی ذات کی طرف توجہ دلانے پر ہے۔ میں نہیں سمجھتا حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے یہی تعلیم دی ہو۔ مگر بہرحال ہمارے سامنے جو کچھ ہے۔ وہ یہی ہے۔

اللہ تعالےٰ کی ذات

پر زور دینے والی کتاب زبور ہے۔ اسی لئے زیادہ تر عیسائی اپنے وعظوں میں زبور کو پیش کرتے اور اس پر زور دیتے ہیں۔ جتنے مشہور عیسائی واعظ ہیں۔ وہ زبور کی آیات پڑھکر ان پر اپنے وعظ کی بنیاد رکھتے ہیں۔ وجہ یہ کہ اس میں خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ مگر وہاں بھی ادعوا الی اللہ والی بات نظر نہیں آتی۔ حضرت داؤد یہ نہیں بیان کر رہے۔ کہ اللہ کی طرف آؤ۔ بلکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ میں اللہ کی طرف جا رہا ہوں۔ اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ ایک کا تو یہ مطلب ہے۔ کہ اپنی ذات کا فائدہ اٹھاؤ۔ اور دوسری کا یہ ہے کہ اپنی ذات کا ہی فائدہ نہ اٹھاؤ۔ بلکہ

ساری دنیا کو فائدہ پہنچاؤ

تو زبور میں بیشک محبت الٰہی کا ذکر ہے۔ مگر وہ صرف حضرت داؤدؑ سے مخصوص ہے۔ ادعوا الی اللہ نہیں ہے۔ مگر قرآن کی جس سورہ جس رکوع اور جس آیت کو دیکھو۔ اس میں یہی نظر آئیگا۔ کہ خدا تعالیٰ کو پیش کیا گیا۔ اور ساری دنیا کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ یعنی سب کو اس کی طرف جانے۔ اور اس سے فیض حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ

قرآن کریم کی اتنی بڑی خوبی

ہے جو مخالفین کو بھی متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ

ایک فرانسیسی مصنف

لکھتا ہے۔ میں نے پادریوں کی کتابوں میں پڑھا تھا۔ کہ قرآن ایک جھوٹی کتاب ہے۔ اس وجہ سے مجھے اس کے پڑھنے کا خیال پیدا ہؤا۔ لیکن جب میں نے قرآن پڑھا۔ تو ایک بات نے مجھے مجبور کر دیا۔ کہ اسے جھوٹا نہ کہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جو شخص کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ وُہ یا تو روپیہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یا قوم کو فایدہ پہونچانا چاہتا ہے۔ یا ذاتی طور پر کوئی فایدہ حاصل کرنا چاہتا ہے غرض کوئی نہ کوئی اس کی غرض ہوتی ہے۔ میں نے قرآن کو شروع سے لیکر آخر تک پڑھا ہے۔ مگر کوئی مقصد ایسا نہ نظر آیا۔ اگر اس میں ایسی تعلیم دی جاتی۔ جس سے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس دولت جمع ہو جاتی۔ یا اُن کو حکومت حاصل ہو جاتی۔ یا ان کی قوم کو دوسروں پر برتری دی جاتی۔ یا کوئی اور ذاتی یا قومی فایدہ حاصل کرتا۔ تو میں سمجھتا۔ اس شخص نے فلاں غرض کے لئے جھوٹ بولا ہے مگر قرآن میں ایسی باتوں میں سے کوئی بھی نظر نہیں آتی۔ بلکہ

شروع سے آخر تک

یہی ذکر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کرو۔ اس کی رضا حاصل کرو۔ اس کے حکم کے خلاف کوئی بات نہ کرو۔ اس کا قرب حاصل کرو۔ اور جب ہم اس انسان کی ذات کی طرف دیکھتے ہیں۔ جس نے یہ باتیں بیان کیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کام بھی وُہ شروع کرتا ہے۔

خدا کا نام لے کر

شروع کرتا ہے۔ اسے ہم جھوٹا تو نہیں کہہ سکتے۔ اگر اس کا نام جنون رکھا جائے۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسے

خدا کی محبت کا جنون

تھا۔

یہ ایک غیر کی گواہی ہے۔ اور اس شخص کی گواہی ہے۔ جس نے قرآن کریم کو اس نظر سے دیکھا۔ کہ اس کی قوم کے لوگ قرآن کو جھوٹا کہتے تھے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ قرآن بھی کہتا ہے۔ ادعوا الی اللہ۔ اور ایک غیر شخص جس میں تعصب نہ تھا۔ وُہ بھی یہی کہتا ہے۔ کہ اگر بانئے اسلام کو کوئی جنون تھا۔ تو وُہ خدا کی محبت کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ تو فرمایا۔ یہ رستہ ہے جس کی طرف میں بلاتا ہوں۔ اور وُہ خدا کی طرف جانے کا رستہ ہے۔

اب قرآن کریم کے اس مضمون اور دوسری مذہبی کتب کے مضمون کو دیکھو۔

کتنا بڑا فرق

نظر آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم شروع کرتے ہیں۔ تو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے اور ختم کرتے ہیں۔ تو قل اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ۔ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ پر۔ یعنی خدا ہی کا نام لے کر شروع کرتے ہیں۔ خدا ہی کے سپرد کرکے ختم کرتے ہیں۔ مگر انجیل کو دیکھو۔ کس طرح شروع ہوتی ہے۔ فلاں سے فلاں پیدا ہؤا۔ اور فلاں سے فلاں۔ اس کا خدا تعالےٰ سے ملنے اور اس کا قرب حاصل کرنے سے کیا تعلق؟ اور پھر ختم ہوتی ہے۔ تو اس طرح کہ حضرت مسیح نہایت مایوسی اور بیقراری کی حالت میں صلیب پر لٹکائے جاتے اور بالفاظ انجیل مار ڈالے جاتے ہیں۔

ظاہر ہے۔ کہ انجیل نے اپنے اول اور آخر جو کچھ پیش کیا ہے۔ وُہ

قرآن کریم کے مقابلہ

میں بہت ادنےٰ ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالےٰ کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اور اللہ ہی کے نام پر ختم ہوتا ہے۔ گویا اللہ ہی کے نام سے برکت حاصل کرکے شروع کیا جاتا ہے۔ اور اللہ ہی کے سپُرد کرکے ختم کیا جاتا ہے۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کی سورتوں کا خلاصہ کیا ہے۔ صرف یہ کہ

سپردم بتو مایۂ خویش را۔ تو دانی حساب کم و بیش را

میں نے تیرا نام لے کر کام شروع کیا تھا۔ اور نیت یہی تھی۔ کہ تجھے ہر بات میں مقدم رکھوں۔ اور تیرے لئے اپنے آپ کو مٹا دوں۔ اس نیت کے ساتھ میرا کام ختم ہوتا ہے۔ مگر میں یہ مانتا ہوں۔ کہ مجھ سے غلطیاں ہوئیں۔ کوتاہیاں ہوئیں۔ اس لئے اپنی جان تیرے سپُرد کرتا ہوں۔ اب جو تو چاہے۔ وُہ کر۔

کیسی محبت کی اور کتنی درد کی تعلیم ہے۔ محبت ہے۔ تو ایسی کہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہنے کے بغیر کوئی کام ہی نہیں کیا جاتا۔ یہ

کمال محبّت

ہے۔ کہ کسی چیز کو چھونا بھی نہیں چاہتا۔ جب تک خدا کا نام نہ لے لے۔ جیسے ماں ہر چیز کھا لینے کے وقت بچہ کو یاد کر لیتی ہے۔ اسی طرح مومن ہر کام کرنے کے وقت خدا کو یاد کرتا ہے۔ پھر اس محبت سے وُہ

سوز اور گداز

پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے بالکل بے جان کی طرح خدا تعالےٰ کے سامنے ڈال کر کہتا ہے۔ جو کچھ کرنا ہے۔ تو نے ہی کرنا ہے۔

یہ وُہ تعلیم ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کی

اسے کون غلط کہہ سکتا ہے۔

مذہب کی غرض

خدا تعالےٰ سے ملنا ہے۔ اور جو خدا تعالےٰ کی طرف چل پڑے۔ وُہ غلط رستہ پر کہاں جا سکتا ہے۔ تو ادعوا الی اللہ میں یہ بتایا۔ کہ مذہب کا خلاصہ اللہ تعالےٰ کی محبت ہے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ اس میں زندگی بسر کرے۔ یہ بہت اعلےٰ طریق ہے۔ مگر اس میں ایک کمی رہ جاتی ہے۔ اس کی طرف آیت کے اگلے حصّہ میں توجہ دلائی گئی ہے۔ محبت بے شک اچھی چیز ہے۔ مگر یہ ایسی چیز ہے۔ کہ اس میں ٹھوکر بھی لگ سکتی ہے۔ بہت لوگ محبت کی وجہ سے حقیقت کو بھول جاتے ہیں پس خالی محبت مفید نہیں ہو سکتی

محبت اور حقیقت

مل کر کام آتی ہے۔ مثلاً اگر کسی کا بچہ پہاڑ پر سے گر پڑے۔ تو بجائے اس کے کہ سوچ کر نیچے اُترے۔ اگر وُہ محض محبت کے جوش میں پہاڑ سے کود پڑیگا۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ بچہ تو صحیح سلامت نیچے کھڑا ہو۔ اور وُہ مر جائے۔ تو فرمایا۔ ادعوا الی اللہ میں خدا سے محبت کرتا ہوں۔ اور اس کی طرف بلاتا ہوں۔ مگر میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ جو کہتے ہیں۔ بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اسے مان لو۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں علےٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی میں اور میرے پیچھے چلنے والے ایسے ہیں۔ کہ

انتہا درجہ کی محبّت

میں بھی ان کی عقلیں نہیں ماری جاتیں۔ بلکہ قائم رہتی ہیں کیونکہ میری تعلیم کی بنیاد عقل اور دلیل پر قائم ہے۔ نیک نیت بیشک قابلِ قدر چیز ہے۔ لیکن جب عقل کے خلاف ہو۔ تو نقصان پہنچاتی ہے۔ اگر ایک شخص زہر کو تریاق سمجھ کر کھالے۔ تو وُہ اپنی نیت کے اچھے ہونے کی وجہ بچ نہیں سکیگا۔ یا لوگ کشتے تیار کرتے ہیں۔ اگر کوئی

زہر کا کُشتہ

کسی کے لئے بڑی محبت اور اخلاص سے تیار کرے۔ مگر وُہ زہر کا اثر زائل کرنا نہ جانتا ہو۔ تو اس کی محبت اور نیک نیتی کی وجہ سے وُہ کُشتہ کھانے والا بچ نہیں سکیگا کیونکہ وُہ عقل کے ماتحت تیار نہ ہؤا ہوگا۔

تو ادعوا الی اللہ میں بتایا۔ کہ اسلام کی بُنیاد محبت پر ہے مگر ساتھ ہی اسلام عقل کو بھی نہیں چھوڑتا۔ اس لئے میں بھی عقل پر قائم ہوں۔ اور میرے متبع بھی۔

پھر فرمایا۔ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ۔ یہ پہلی

دونوں باتوں کی دلیلیں

دیں۔ قرآنِ کریم کا قاعدہ ہے۔ کہ بات کے آخر میں ایک یا دو لفظوں میں خلاصہ بیان کر دیتا ہے۔ یہاں دو دعوے پیش

کئے گئے تھے۔ اور خاتمہ پر دو لفظوں میں ان کا ثبوت بیان کر دیا۔ ھٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ کے متعلق سبحان اللہ فرمایا۔ کہ اللہ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔ اور کامل ذات ہے۔ ادعوا الی اللہ میں بتایا تھا کہ میں خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ اس پر سوال ہو سکتا تھا کہ کیوں خدا کی طرف جائیں۔ اس میں کیا فائدہ ہے۔ اس کے متعلق فرمایا۔ سُبحانَ اللہ وُہ ذات کامل اور پاک ذات ہے اگر تم کامل بننا چاہتے ہو۔ تو کامل ذات کی طرف آؤ۔ یہ

فطرتی تقاضا

ہے۔ کہ جو کام کیا جائے اس کا کوئی مقصد ہونا چاہئیے۔ اور خدا کی طرف جانے کا مقصد یہی ہے۔ کہ کمال حاصل ہو۔ اور یہ خدا ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی کامل نہیں ہے۔ اس لئے بتایا۔ سبحان اللہ۔ اللہ تمام عیوب سے پاک اور تمام خوبیوں کا جامع ہے۔ اور وہی کامل ہے۔ اس لئے اسی کی طرف جانے سے کمال حاصل ہو سکتا ہے۔

دوسری بات جو یہ کہی تھی۔ کہ علےٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی اس کے متعلق فرمایا۔ وما انا من المشرکین۔ دلائل پر قائم ہونے کا ایک نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان ادھر ادھر نہیں مارا مارا پھرتا۔ اس کے سامنے ایک گول اور مقصد ہوتا ہے۔ تمہاری بھی یہی حالت ہو جائے گی۔

مشرک کون ہوتا ہے۔

وُہ کہ جو چیز دیکھتا ہے۔ اسے اپنا معبود بنا لیتا ہے۔ اگر پہاڑ دیکھا تو اس کے آگے جھک گیا۔ دریا دیکھا۔ تو اُسے پوجنے لگ گیا کوئی درندہ ملا۔ تو اسے معبود بنا لیا۔ گویا وہ ایک آوارہ گرد کی طرح ہوتا ہے۔ یہ نہیں جانتا۔ کہ خدا کس طرف جانے سے مل سکتا ہے۔ مگر مومن اس طرح نہیں کرتا۔ اس کے سامنے ایک کامل اور واحد ذات ہوتی ہے۔ اور وُہ اس کے پانے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ پس

مومن اور مشرک میں فرق

یہ ہے۔ کہ مومن کی مثال اس معالج کی طرح ہوتی ہے۔ جو سائنٹیفک طریق پر علاج کرتا ہے۔ جو مرض دیکھتا ہے اُس کے مطابق دوا دیتا ہے۔ مگر مشرک پرانے زمانہ کی اس بڑھیا کی طرح ہوتا ہے۔ جسے جو شخص کوئی علاج بتائے۔ وہی کرنے لگ جاتی ہے۔ غرض مشرک ہمیشہ بصیرت کے خلاف چلتا ہے۔ وُہ اپنے اعمال کی بنیاد عقل پر نہیں رکھتا۔ اس لئے کبھی کسی طرف اور کبھی کسی طرف نکل جاتا ہے۔ دیکھو وہ لوگ جو ڈلہوزی پہونچنے کا رستہ جانتے ہوں۔ وہ تو چلتے چلتے ڈلہوزی پہونچ جائینگے۔ مگر جو رستہ نہیں جانتے۔ ان میں سے کوئی کہیں نکل جائیگا۔ اور کوئی کہیں۔ پس عقل کے ماتحت جو کام کرتے ہیں۔ وُہ ایک ہی نتیجہ پر پہونچتے ہیں۔ اور جو یونہی چلتے ہیں۔ ان میں سے بھی کوئی پہونچ سکتا ہے۔ مگر زیادہ ضائع ہی ہو جاتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت میں دو دعوے کئے۔ ایک یہ کہ ادعوا الی اللہ اور دُوسرا یہ کہ علےٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ اس سے بہتر دعوے نہیں ہو سکتے۔ اور نہ کسی نے آپ کے سوا کئے ہیں۔

دعوے یہ ہیں۔

کہ مَیں خدا کی طرف بُلاتا ہوں۔ خدا کی محبت لوگوں میں پیدا کرتا ہوں۔ پھر عقل سے منواتا ہوں کسی قسم کا جبر نہیں کرتا۔ یہ وُہ بہترین چیز ہے۔ جو قرآن کریم نے دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ مگر

ہمارے لئے سوچنے کی بات

یہ ہے۔ کہ کیا ہم اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ خواہ ایک چیز کتنی عمدہ ہو لیکن اگر ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ تو ہمارے لئے اس کا اچھا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ کسی کو بخار چڑھا ہو اور اس کی جیب میں کونین بھی ہو۔ مگر وُہ خود نہ کھائے۔ اور دوسروں کو بتائے۔ کہ بخار دُور کرنے کے لئے بہت مفید چیز ہے تو اس سے اسے کیا فائدہ ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص کوئیں کے پاس پیاسا بیٹھا ہو۔ مگر پانی نہ پئے۔ تو اس کی پیاس کس طرح بجھ سکیگی۔ پس جب تک ہم قرآنِ کریم پر عمل نہ کریں۔ وہ باتیں جو اس میں بیان کی گئی ہیں۔ اُن سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس آیت میں قرآن نے دو باتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ اب ہمیں دیکھنا یہ چاہئیے۔ کہ کیا

ہماری زندگیاں

ایسی ہیں۔ کہ ہم لوگوں کو خدا تعالےٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ یا یہ کہ دوسروں کو بلانا تو الگ رہا۔ خود ہی خدا کی طرف جاتے ہیں۔ اگر غور کریں۔ تو مسلمانوں میں سے بہت کم ہونگے۔ جو اس طرف توجہ کرتے ہوں۔ ان کے مقابلہ میں عیسائی اور دوسرے مذاہب والوں میں اپنے اپنے مذہب سے بہت زیادہ تعلق پایا جاتا ہے اور وہ دوسروں کو بھی اپنے مذاہب کی طرف لانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت

انگلستان میں دہریت

کا بہت زور ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں۔ کہ دہریت نے عیسائیت کو بہت بگاڑ دیا ہے۔ مگر باوجود اس کے ان لوگوں کو حضرت عیسیٰؑ سے جو وابستگی ہے۔ اس میں فرق نہیں آیا۔ وُہ لوگ اس بات کو مذہب سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰؑ سے محبت اور اخلاص رکھیں۔ اور اسے چھوڑنے کے لئے وُہ کسی صُورت میں بھی تیار نہیں۔ خواہ وُہ عیسائی رہیں۔ یا نہ رہیں۔ دہریہ بن جائیں۔ یا کچھ اور۔ حضرت عیسیٰؑ سے انھیں جو تعلق ہے۔ اس میں کمی آنے نہیں دیتے۔ اس میں وُہ ایسے پختہ ہیں۔ کہ

عیسائیت کی تبلیغ کے مرکز

اکسفورڈ اور کیمبرج سمجھے جاتے ہیں۔ جہاں یونیورسٹیاں ہیں۔ اور جہاں نوجوان تعلیم پاتے ہیں۔ ہمارے بعض دوست وہاں گئے۔ تو انھیں اس قسم کا لٹریچر ملا۔ جو عیسائیت کی تبلیغ کے لئے شائع کیا گیا تھا۔ وہاں انجمنیں بنی ہوئی ہیں۔ جو سوالات بنا کر شائع کرتی اور لوگوں سے جواب حاصل کرتی ہیں۔ وُہ سوالات اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ جواب دینے والے مجبور ہوتے ہیں۔ کہ عیسائیت سے محبت کا اظہار کریں۔ اس کے مقابلہ میں

ہمارے کالجوں کے طُلباء

کو دیکھو۔ وُہ کیا کرتے ہیں۔ یہی نہیں۔ کہ دوسروں کو اسلام کی طرف متوجہ نہیں کرتے۔ بلکہ خود ان کے دلوں میں شکوک اور شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ بے شک اس کی ذمہ داری علماء پر پڑتی ہے۔ کہ کیوں انھوں نے اسلام کو ایسے رنگ میں پیش کیا۔ جس سے اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ مگر اعتراض کرتے تو نوجوان ہی ہیں۔ پھر ان کی توجہ اسلامی احکام کی تعمیل کی طرف نہیں۔ ہزار میں سے ۵ - ۷ نماز پڑھتے ہوں۔ تو پڑھتے ہوں۔ باقی نہیں۔ ادھر عیسائیوں کو دیکھو۔ ان کا

مذہبی جوش

دیکھ کر لطف آجاتا ہے۔ جہاں مسلمانوں کی مذہبی حالت دیکھ کر رقت پیدا ہوتی ہے۔ جب یورپ میں

جنگ عظیم

جاری تھی۔ تو ایک موقعہ پر فریقین نے انتہائی زور صرف کر دیا۔ کیونکہ ہر ایک چاہتا تھا۔ کہ اس سال لڑائی کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے لئے بڑا سامان جمع کیا گیا۔ اور ہر فرد جو بھی مل سکتا تھا۔ اسے میدانِ جنگ میں لایا گیا۔ نہایت زبردست جنگ شروع ہوئی۔ اس وقت

انگلستان کی جنگی کمیٹی

کو تار پہونچا۔ کہ اس وقت ہماری یہ حالت ہے۔ کہ ہم دیوار سے پیٹھ لگا کر لڑ رہے ہیں۔ اگر اس وقت ہم ذرا بھی ہل گئے۔ تو کہیں ہمارا ٹھکانا نہ رہے گا۔

اس وقت کیبنٹ ہو رہی تھی۔ اور مشورہ کیا جا رہا تھا۔ کہ لڑائی کے لئے کیا کیا سامان جمع کیا جائے۔ اور کہاں کہاں بھیجا جائے۔ کہ یہ تار پہنچا۔ لائڈ جارج اس وقت وزیر اعظم تھے۔ وہ تار لے کر کھڑے ہو گئے۔ اور سب کو مخاطب کرکے کہنے لگے۔ یہ تار آیا ہے۔ اب باتوں کا وقت نہیں رہا۔ اور اب وہ ایک ہی طریق اختیار کریں۔ جو باقی رہ گیا ہے۔ اور جس کے بغیر اور کوئی طریق نہیں ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا کے آگے جھک جائیں اور اس سے دعا کریں۔ کہ ہم کامیاب ہوں۔ یہ کہکر سب کے سب جھک کر دعا کرنے لگ گئے؛

یہ اس قوم کی حالت ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے خدا کو چھوڑ دیا۔ جو مذہب ترک کر چکی ہے۔ اور جو حقیقت مذہب سے ایسی ہی ناواقف ہے جیسے جانور فلسفہ سے ناواقف ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ صحیح۔ مگر باوجود اس کے اس میں ایک چیز قائم ہے۔ اور وہ

مذہب کا ادب ہے

ہے۔ باوجود اس کے کہ ان کا مذہب ان کی تسلی نہیں کر سکتا۔ اور باوجود اس کے کہ ان کی دعاؤں میں قبولیت کا رنگ نہیں ہوتا۔ وہ خدا کی بتلائی ہوئی دعائیں نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی عقل سے بنائی ہوئی کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان میں اپنے مذہب کا ادب اور احترام پایا جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں

مسلمانوں کی یہ حالت ہے

کہ مذہبی باتوں پر ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اور ان پر عمل کرنے والوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔

یہودی

مذہب کی حقیقت سے کس قدر دور ہو چکے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے میں نے ان کو دیکھا ہے۔ دعائیں کرتے وقت عملاً ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ آج تک جب کبھی مجھے

وہ نظارہ

یاد آ جاتا ہے۔ تو میرا دل بے چین ہو جاتا ہے۔ میں نے یہودیوں کی اپنے مذہب سے جو تڑپ دیکھی۔ وہ بہت ہی دردانگیز تھی۔ یروشلم میں ایک مسجد ہے۔ وہ مقام یہودیوں کیلئے ایسا ہی متبرک ہے۔ جیسا ہمارے لئے خانہ کعبہ۔ مسلمانوں کے زمانہ میں جب یروشلم فتح ہوا۔ تو عیسائیوں نے چاہا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مقام کے اندر آ کر نماز پڑھیں۔ مگر آپ نے فرمایا۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے اندر نماز پڑھی تو مسلمان اس جگہ کو اپنی عبادت گاہ بنا لیں گے۔ اور آپ نے باہر نماز پڑھی۔ وہ مقام یہودیوں سے رومیوں نے چھین لیا تھا۔ اور پھر ان سے عیسائیوں کے قبضہ میں آیا تھا۔ اب اس مقام کو یہودیوں کے ہاتھ سے نکلے ۱۸ سو سال کے قریب ہو چکے ہیں۔ لیکن آج تک ہر جمعہ کے دن وہ لوگ اس مسجد کے پاس جاتے اور اس کی دیوار کو پکڑ کر چیخیں مار مار کر روتے ہیں۔ اور دعائیں کرتے ہیں۔ کہ خدایا یہ مسجد ہمارے حصہ میں آ جائے؛

میں سمجھتا ہوں۔ یہ میری خوش قسمتی تھی۔ کہ ان دنوں میں جن میں وہاں میں ٹھہرا جمعہ کا بھی دن تھا اور مجھے وہ نظارہ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ میں نے جا کر دیکھا۔ کہ بچے بوڑھے عورتیں اور مرد بلک بلک کر رو رہے تھے۔ اور دعائیں کر رہے تھے۔ میں اس کیفیت کو نہیں بھول سکتا۔ کہ

ایک اٹھارہ سالہ لڑکی

دونوں ہاتھوں سے دیوار کے ساتھ چمٹ کر اور زبان اس کے ساتھ لگا لگا کر اس بے تابی اور اضطراب کے ساتھ رو رہی تھی۔ کہ خیال ہوتا تھا۔ اسے ہسٹریا کا دورہ پڑا ہوا ہے۔ اور اس وجہ سے اسے سر پیر کی ہوش نہیں ہے۔

اسی طرح میں نے

ایک بڈھے کو دیکھا

جس کی عمر ۹۰ سال کے قریب ہوگی۔ اس کی کمر ٹیڑھی ہو چکی تھی۔ وہ کمزوری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ اس کی ڈاڑھی ناف تک لمبی تھی۔ وہ بے اختیار ہو ہو کر اس طرح گرا پڑتا تھا۔ کہ گویا ابھی اس کا اکلوتا بیٹا مرا ہے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ اس کے ہاتھ لٹکے ہوئے تھے۔ اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے۔ اس کا تمام جسم

جذبات کی زندہ تصویر

بنا ہوا تھا۔ اور وہ بلبلا کر دعا مانگ رہا تھا۔

یہ کیفیت ہے ان قوموں کی جن میں خدا کا نام ہی نام رہ گیا ہے۔ اور حقیقت مٹ گئی ہے۔ ان کے مقابلہ میں

مسلمان

ہیں جن کا زندہ خدا ہے۔ اور جو زندہ رسول کے ماننے والے ہیں۔ اور جو آج بھی خدا کے فضلوں کے اسی طرح وارث ہو سکتے ہیں۔ جس طرح پہلے ہوئے۔ مگر نہ انہیں خدا کی طرف توجہ ہے۔ نہ اس کے رسول کی طرف۔ اور نہ اس قرآن کی طرف۔ اُدعوا الی اللہ پر عمل کرنا تو الگ رہا۔ یعنی یہ کہ وہ تبلیغ کریں۔ ان کی اپنی حالت ایسی ہے۔ کہ اسلام سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔

معلوم یہ ہوتا ہے

کہ خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کی بعض خطاؤں اور غلط کاریوں کی وجہ سے یہ وبال ان پر ڈال رکھا ہے۔ ورنہ سمجھ میں نہیں آتا۔ جھوٹے مذاہب والوں میں تو اپنے اپنے مذہب کے لئے ایسی قربانیاں اور ایسے ایثار دکھانے والے پیدا ہوں۔ مگر مسلمانوں میں نہ ہوں۔ جنہیں خدا تعالےٰ نے قرآن ایسی کتاب دی۔ جس کا مقصد اور مدعا ہی اُدعوا الی اللہ ہے

دوسری بات اس آیت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ میں اور میرے متبع

عقل اور دلیل

پر چلتے ہیں۔ مگر اب نظر یہ آتا ہے۔ کہ مسلمان ہی عقل اور دلیل کو سب سے زیادہ چھوڑنے والے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کے علماء کے پاس اگر کوئی چیز باقی رہ گئی ہے تو صرف روایت۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہیں۔ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ مگر یہ کہتے ہیں۔ فلاں نے یہ بات لکھی ہے۔ خواہ وہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ہم اس کو مانیں گے۔ خدا اور خدا کا رسول تو

ایمان کی بنیاد

عقل اور دلیل پر رکھتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں ہی عقل اور دلیل پر قائم نہیں ہوں۔ بلکہ جو بھی میرا

سچا متبع

ہوگا۔ وہ اپنے ایمان کو عقل اور دلیل پر قائم کریگا۔ وہ کبھی یہ نہ کہیگا۔ کہ فلاں نے یوں کہا ہے۔ اس لئے میں فلاں بات مانتا ہوں۔ بلکہ وہ یہی کہیگا۔ عقل اور دلیل سے مجھے یہ بات معلوم ہو گئی ہے۔ اس لئے مانتا ہوں۔ پس مومن یہ

حریت اور آزادی

دکھاتا ہے۔ وہ سارے واسطے مٹا دیتا۔ اور براہ راست خدا تعالےٰ تک پہنچتا ہے۔ یہی ایک

سچے مومن کی شان

ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اور ہمارے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ حتےٰ کہ رسول جو سب سے بڑی چیز ہے۔ اسے بھی ہم واسطہ نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ہم مشرک نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہادی اور راہنما ہیں۔ مگر ہمارے اور خدا تعالےٰ کے درمیان بند دروازہ نہیں ہیں۔ بلکہ کھلا دروازہ ہیں۔ تاکہ ہم اس دروازہ میں سے گذر کر خدا تعالےٰ تک پہونچ جائیں؛

اس بات کو بیان کرنے کے لئے زیادہ

تفصیل کی ضرورت

ہے۔ لیکن اس خطبہ سے دور چلا جاؤں گا۔ اگر میں اس تفصیل کو بیان کروں۔ ہاں اتنا بتا دیتا ہوں۔ کہ ہم میں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں میں یہ فرق ہے۔ کہ انہوں نے خدا تعالےٰ